مروج عیدیں قرآن میں نہیں ہیں

قرآنی عید کی معنیٰ ہے اللہ کی طرف سے معاشی مساوات کا نظریہ ملنے پر خوشی

عید کا لفظ قرآن حکیم میں کل ایک بار استعمال ہوا ہے جو سورت مائدہ کی آیت نمبر 114 میں ہے یہ جناب عیسیٰ علیہ السلام سے اسکی قوم کا مطالبہ تھا کہ إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَن يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ قَالَ اتَّقُواْ اللّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۔قَالُواْ نُرِيدُ أَن نَّأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ أَن قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ(5-113)اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حواریون نے جناب عیسیٰ علیہ السلام سے اپنے لئے دھرتی کے وسائل رزق پر جاگیر داری کے خلاف دستر خوان کی طرح معاشی برابری کے نظام کا مطالبہ کیا جس سے ان کے لئے یہ نظام روزانہ عید کے برابر ہو گا۔(اسکی تفصیل آگے آرہی ہے)۔

جناب قارئین! یہ بات قرآن حکیم نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کی امت میں سے حواریون کے مطالبہ کے حوالہ سے کی ہے لفظ حواریون کی معنی محنت کش طبقہ ہے بحوالہ سورت الانشقاق آیت نمبر 14 انہ ظن ان لن یحور یعنی اسے گمان تھا کہ وہ ہرگز نہیں لوٹے گا، لوٹنا اسے پڑتا ہے جسکو جانا پڑے، اس سے ثابت ہوا کہ یحور کی معنی ہوئی آنا جانا، اور آنا جانا یہ کام مزدور اور محنت کش آدمی سے متعلق ہوتا ہے، اس طرح یحاورہ اور تحاور کے الفاظ میں لفظی جنگ وجدل میں الفاظ اور جملوں کی لے دے ہوتی ہے سو ان کنایوں اور استعاروں سے حواریون کی معنی ہوئی محنت کش۔ ویسے کئی مترجمین قرآن نے حواریون کی معنی کی ہے کپڑے دھونے والے دھوبی، سو ایسے لوگ بھی بہر حال محنت کش ہوئے اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ محنت کش لوگ سرمایہ داروں اور جاگیر داروں کے ستائے ہوئے ہوتے ہیں سو ایسی دبی ہوئی اور مرعوب ذہنیت کا ہی یہ جملہ ہو سکتا ہے کہ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَن يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ(5-113) یعنی اے عیسیٰ ابن مریم آپ کے رب میں اتنی طاقت ہے جو(سرمایہ داروں اور جاگیر داروں سے ان کی زمین کے اوپر گرفت کے مقابلہ میں) کوئی آسمانی قانون نازل کرے جو یہ زمین مائدہ(مثل دستر خوان) ہو جائے۔ اس مقام پر کئی مترجمین نے لفظ مائدہ کی معنی دستر خوان کی ہے جو کہ اصل معنی کے قریب قریب ہے۔ اصل معنی قرآن حکیم نے زمین میں جبل گاڑنے کے حوالہ سے زمین کو بچھانے کی کی ہے جس کے حوالہ جات یہ ہیں (16-15)(21-31)(31-10) انکا مطلب یہ ہے کہ پوری زمین خلق خدا کے لئے دستر خوان کی طرح بچھائی ہوئی ہے جس سے بلا امتیاز جملہ مرد و عورت کو فَكُلُواْ مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَداً (2-58) کی پرمنٹ دی ہوئی ہے یعنی اللہ کی زمین سے جس وقت چاہو جس طرف سے چاہو جتنا چاہو کھاؤ۔ انسانی آبادی کیلئے اللہ کی جانب سے شروع میں دئے ہوئے اس قانون کہ اس دھرتی کے معاشی وسائل سب کمانے والوں کے لئے یکساں ہیں۔ (53-39)(41-10) اسکو آگے چلکر لٹیرے استحصالی سرمایہ داروں اور جاگیر داروں نے محنت کشوں کی کمایوں پر ڈاکے ڈالے پھر جائدادوں پر جب تیری میری کے ٹھپے لگنے شروع ہوئے، اس سے محنت کشوں کی لوٹ کھسوٹ اتنی ہوئی جو ذخیرہ اندوزوں نے ان کو کپڑوں سے بھی محروم کرکے ننگا کر دیا جو وہ اپنی عریانی کو بھی ڈھانپنے کے لئے کچھ بھی نہیں رکھتے تھے، مطلب کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے دور کے محنت کش بھی جاگیر دار اور سرمایہ دار کو اللہ کا مقابل طاقتور تصور کرتے تھے اس لئے انہوں نے یہ جملہ استعمال کیا کہ هل یستطیع ربک کیا تیرا رب اتنی طاقت رکھتا ہے جو آسمان سے کوئی ذاتی ملکیت کی نفی کا قانون نازل کرے (جس سے یہاں کے جاگیر داروں اور زرداروں کی زمین پر اجارہ داری کو وہ ختم کر سکے) اس پر جناب عیسیٰ علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ اتقو الله ان كنتم مؤمنين یعنی خدا کا خوف کھاؤ سرمایہ داروں اور جاگیر دار کی خدا سے جنگ کو اتنی بڑی بات نہ سمجھو بشرطیکہ ان كتم مؤمنين یعنی اگر آپ لوگوں کا نظریہ پختہ ہے آپ لوگ پکے مؤمن ہو تو جاگیر دار اور

سرمایہ دار میں کوئی دم نہ ہو گا ان کے ساتھ مقابلہ میں تم لوگ فتحیاب ہو جاؤ گے، اس پر محنت کشوں نے کہا کہ ہمارا بھی مطالبہ یہ ہے کہ ان نأکل منھا یعنی دھرتی کی آمدنی ہم کمانے والے کھائیں یہ نکمے اور استحصالی کیوں کھائیں؟ونعلم ان قد صدقتنا اور ہم جان بھی لیں کہ آپنے ہمارے ساتھ سچ بولا تھا کہ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللهِ وَأُبْرِىءُ الأكْمَهَ والأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (3-49)خلاصہ: میں آپ کی طرف آیا ہوں نشانی کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے وہ یہ کہ میں بناؤں آپ کے لئے مٹی میں لتھڑے ہوئے خاک نشینوں کو صاحب پرواز۔ پھر میں پھونکوں اس کے اندر (اس آزادی کی نظریاتی تعلیم) جس سے وہ اللہ کے بتائے ہوئے قوانین کی تعلیم سے فضاؤں میں اڑنے والا آزاد پنچھی بنجائے اور میں چھٹکارا دلاؤں اندھوں کو (انکی جہالت اور غلامی سے) اور چھٹکارا دلاؤں کوڑھیوں کو (کوڑھی معاشرہ کی تمثیلی اور تشبیہی معنی کہیں امیروں کے محلات میں روشنی اور کہیں فقیروں اور محتاجوں کی بستیوں میں اندھیرا) اور زندگی دوں میں مردہ لوگوں کو (یعنی جہالت کی وجہ سے جو لوگوں پر مردگی چھائی ہوئی ہے ان کو میں اللہ کی دی ہوئی فکری آزادی کی تعلیم سے غلامی سے نجات دلاؤں) اور ایسا خودکار نظام معیشت بناؤں جس سے ڈجیٹل اور آٹو میٹک نظام سے یہ معلوم ہو جائے کہ کون کیا کھا رہا ہے اور کتنا کھا رہا ہے اور کتنی ذخیرہ اندوزی کر رہا ہے اپنے گھروں میں۔ اسی نظام کے اندر ہی تو نشانی ہے آپ کے رب کی طرف سے اگر تم بھروسہ کرنے والے ہو۔

حواریین نامی محنت کشوں نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کے بتائے ہوئے منشور کی بنیاد پر مطالبہ کیا تھا کہ انزل علینا مائدۃ من السماء یعنی جاگیرداروں اور ذخیرہ اندوز سرمایہ داروں کے نظریہ کے خلاف آسمان سے کوئی معاشی مساوات کا قانون (41-10) نازل فرما اور حواریون کا یہ کہنا کہ ونعلم ان قد صدقتنا یعنی ہم بھی جانیں کہ مائدہ کے نزول سے آپنے اپنی تعلیمات میں ہمیں جو کچھ پہلے کہا تھا وہ سچ کہا تھا (2-49) اور ہم بھی آپکے اس بتائے ہوئے منشور کی سچائی کی شاہدی دیں (5-113) پھر اسپر جناب عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اللہ سے اپیل کی کہ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَاء تَكُونُ لَنَا عِيداً لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِّنكَ وَارْزُقْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (5-114) یعنی اے میرے اللہ نازل فرما ہمارے اوپر مائدہ اوپر سے (یعنی مساواتی نظریہ معیشت جس سے کوئی بھی شخص وسائل رزق پر تیری میری کے ٹھپوں سے اپنی اجارہ داری نہ چلائے) آپ کے ایسے نظریاتی فارمولے سے ہمارے شروع کے ایمان لانے والے ساتھیوں اور ان کے بعد میں ایمان لانے والے حواری ساتھیوں کے لئے عید ہو جائے۔ یہاں میں یہ بھی نوٹ کراتا چلوں کہ آیت کریمہ (5-114) کی عید ایک دن کی عید نہیں ہے ہفتے مہینے اور سال کی عید نہیں ہے یہ ہر دم ہر گھڑی کی عید ہے۔ یہ محنت کشوں کے فتح کی عید ہے قرآن حکیم میں صرف یہی ایک عید ہے اس کے سواء اور کوئی بھی عید نہیں ہے اور اس آیت کریمہ میں بتائی ہوئی عید سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ذخیرہ اندوزی سے ملکیت بنانا بھی حرام ہے (3-49) مسلم امت کے اندر مروج کئی عدد عیدوں کا قرآن حکیم میں کہیں بھی ذکر نہیں ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے اندر صدیوں سے مروج اسلام بھی خلاف قرآن ہے یعنی غیر قرآنی ہے جس کا اسلام کے معاشی نظام سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔

جن لوگوں کو عیدوں کی خوشیاں منانے کا شوق ہے ان کو رب ذوالجلال فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاء لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ . قُلْ بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُواْ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ (10-57-58) یعنی اے لوگو آئی ہیں آپ کے پاس وعظ و نصیحت کی باتیں آپ کے رب کی طرف سے جو اندر کی بیماریوں سے شفاء ہیں اور مؤمنین کے لئے ہدایت اور رحمت ہیں اے نبی کہدیجئے کہ یہ سب اللہ کے فضل اور رحمت کی وجہ سے ہے پھر اس کے ملنے پر لازم ہے آپ کے اوپر کہ آپ (قرآن ملنے پر) خوشی منائیں یہ اس (دولت) سے بہت اچھا ہے جسے آپ بنک بیلنس کی تجوریوں میں جمع کر رہے ہیں۔ یہاں میں جعلی اور من گھڑت خلاف قرآن کہانیوں پر مشتمل مروج عیدیں منانے

والوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ کیا آپ نے قرآن ملنے پر خوشی منانے کے اللہ کے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے کبھی کوئی جشن نزول قرآن منایا ہے؟ اور کیا کبھی تفہیم اور تعلیم قرآن کے ختم پر کبھی کوئی خوشی کا اجتماع بلایا ہے؟ اور کیا فہم قرآن کی خاطر کوئی علمی تفریحی سیمینار یا کانفرنس منعقد کی ہے؟ آپ کو تو قرآن کے ملنے اور اسکے پڑھنے پر خوشی منانے سے بخار چڑھتا ہے!!! بلکہ قرآن کا نام لینے سے بھی تم لوگ چڑ جاتے ہو اس لئے کہ اس میں تمہارے امامی علوم کے پیچھے چلنے کے بجاء اکیلے اللہ کے احکام ماننے کا حکم ہے، جس سے تم لوگوں کو نفرت ہے (17-49) مطلب کہ یہ مروج عیدیں سب فرقوں کی پیداوار ہیں اور قرآن کے ملنے پر خوشی منانے کا حکم صرف مسلم امت کو نہیں ہے بلکہ یا ایھا الناس کے حکم سے جملہ انسان ذات کو ہے وہ اس لئے کہ اس میں معاشی قانون کے حوالہ سے نکموں کی روٹی روزی بند کی گئی ہے (53-39) اور جملہ انسانوں کی معیشت کو برابری کے بنیاد پر ضروریات معاش بانٹنے کا حکم دیا گیا ہے (41-10) لیکن کیا کریں مسلم امت کے فرقہ جاتی کلچر نے اسلام کو رسومات کا پلندہ بنا کر رکھدیا ہے ویسے قرآن اور رسول تو جملہ انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ (2-185) (7-158) (39-41) اور یا ایھا الذین آمنوا کے مخاطب لوگ تو اسلام کی اور مسلم امت کی انقلابی اور انتظامی ونگ ہے اور ایگزیکیوٹو آرگن ہے لیکن مسلم امیت نے قرآن اور رسول کو بھی محدود اور متنازعہ بنا دیا ہے۔